International Journal of Islamic Studies & Culture
https://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/198
ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

An Academic review of the Applications and Implementations of Legal Maxim Related to Hardship and Ease (Hardship invokes Ease) in the Light of Islamic Law

تشریعِ اسلامی کی روشنی میں مشقت وسہولت سے متعلق فقہی قاعدہ "اَلْمَشَقَّةُ تَجلِبُ التَّیسِیرَ" کے اطلاق وانطباق کا علمی جائزہ

Dr. Saleem Khan
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Peshawar, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan at- saleemkhanisl@uop.edu.pk
Muhamad Khalid
Assistant Professsor, Higher Education Department, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan at-mkhalidicp@gmail.com
Fayaz Ud Din
Teacher at Elementry & Secondary Education, Khyber Pakhtunkhwa Pakistan at- faizee714@gmail.com

Abstract

Islamic Law tries to facilitate its followers during their hard times, like others Laws in rest of the world. To ensure the same, Islamic Law has formulated several legal maxims and among these maxims, one is related to hardship and ease i.e "Hardship invokes ease or To make easy that which is difficult to bear" which is a fundamental legal maxim meaning that wherever there is hardship, Islamic Law will try to find a wayout and ensure convenience for its followers. This article focuses on the abovementioned fundamental legal maxim and its relevant details, its applications and implementations, that how Islamic law has developed this maxim and made ensured the provision of facilities and convenience during hard times of its followers upon the said rule.

Key Words: Islamic Law, Fundamental Legal Maxims, Legal Excuses, Hardship & Ease

تمہید:

دنیا کے ایک عمرانی عنصر کی حیثیت سے انسان کو کبھی کبھار سخت حالات، زندگی کے ناقابل برداشت پہلوؤں اور انتہائی حد تک کی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کے برعکس کبھی کبھار انسان نہایت پر تعیش اور تمام سہولتوں سے مزین زندگی گزارتا ہے، مؤخر الذکر صورت میں انسان سب کچھ کرنے پر قادر ہوتا ہے اور وہ عملاً سب کچھ سرانجام بھی دیتا ہے۔ قانون نے انسانی زندگی کے مذکورہ دونوں پہلوؤں کا پورا پورا ادراک کیا ہے، بنابریں قانون انسان کے لئے جہاں اس کی آزادانہ حیثیت کی دائرہ کار کی تحدید کرتا ہے وہاں اس کو کچھ ایسی سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے کہ مشکل حالات میں وہ ان قانونی سہولیات سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے۔ اور زندگی کے ان کٹھن مراحل کو آسانی سے طے کر سکے۔ بالفاظِ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان سخت حالات میں ہر مشقت کے ساتھ سہولت بھی وابستہ رہتی ہے، یہ مشقتیں کبھی کبھار آسمانی عوارض کی صورت میں پیش آتی ہیں اور کبھی کبھار ان کا تعلق انسانی زندگی کے اکتسابی پہلو سے ہوتا ہے۔

ہر نوع کے قوانین میں کچھ قواعد ایسے موجود ہیں جن کی بنیاد پر مشقت کی صورت میں انسان خدائی افعال (آسمانی عوارض) کا ذمہ دار نہیں ٹھہرتا اور وہ بری الذمہ گردانا جاتا ہے۔ یا مثلاً کوئی صورت ایسی موجود ہو جو انسانی بس اور کنٹرول سے باہر ہو تو قانون عدمِ استطاعت کی بنیاد پر اپنے پیروکاروں کو اُن افعال کے کرنے پر مجبور نہیں کرتا ہے جن کی بجا آوری سے وہ قاصر ہوں، لیکن اس قسم کے قواعد پر عمل کرتے ہوئے انسان

International Journal of Islamic Studies & Culture
https://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/198
ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

تب ان سہولیات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جب قانون کے سامنے عدم استطاعت کی کافی وجوہ اور ثبوت موجود ہوں، کہ شخصِ مذکور یا تو عدمِ استطاعت کی وجہ سے متعلقہ حکم یا کام کی بجا آوری سے قاصر ہے یا وہ کافی کوشش کرنے کے باوجود افعالِ ممنوعہ سے رک نہیں سکتا ہے، دونوں صورتوں میں وہ قانون کے سامنے غیر جوابدہ متصور ہوگا۔ یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب شخصِ مکلف کے اندر ایسی ناگزیر نااہلیت موجود ہو جس کے ہوتے ہوئے وہ اپنے اوپر عائد ذمہ داریوں اور فرائض کو انجام نہیں دے سکتا ہے یا مقدور بھر کوشش کے باوجود وہ افعالِ ممنوعہ سے باز نہیں آسکتا ہے تو قانون دونوں صورتوں میں اس شخص کے حق میں مذکورہ کام کو نہ کرنے اور ممنوعہ کام کو کرنے کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ قانون اس قسم کے قواعد کو خود لاگو کرتا ہے کہ جہاں بھی ناممکنیت ہوگی وہاں عدمِ اجبار ہوگا۔

تشریع اسلامی میں دسیوں بیسیوں ایسے نصوص اور قواعد وضوابط موجود ہیں جن کا تعلق مشقت کے وقت دفعِ حرج، آسانی پیدا کرنے اور تکلیف دور کرنے سے ہے، قرآن کریم نے دوبار آ"إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا"[1] ذکر کرکے مشقت اور تنگی کے بعد سہولت اور آسانی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی طرح "مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"[2] "يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[3]
"لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا"[4] میں بھی مشقت اور تنگی کو ختم کرنے، آسانیاں اور سہولیات فراہم کرنے کو یقینی بنایا گیا ہے۔
تشریعِ اسلامی کے قواعد وضوابط کے تحت بھی مشقتوں اور تکالیف کے وقت آسانی اور سہولت پیدا کرنے کا بطور خاص لحاظ رکھا گیا ہے اور "المشقّة تجلب التيسير [To make easy that which is difficult to bear]"[5]
اور "الأمر إذا ضاق اتسع"[6] وغیرہ قواعد وضوابط کے ذریعے لوگوں کے لئے حتی الامکان گنجائش پیدا کرنے اور ان پر سے سختیوں کو دور کرنے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔

فقہی قاعدہ "المشقّة تجلب التيسير" کا فقہی و قانونی اساس

قاعدہ مذکورہ کا فقہی اور قانونی اساس ذکر کرنے سے پہلے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ ھٰذا کے الفاظ کی لغوی تحقیق کی جائے، پس "المشقة "بمعنى التعب من قولك شقّ علّى الشيئ شقّاو مشقّةً إذا أتعبك" یعنی تھکاوٹ میں مبتلا کرنے والی چیز کو "مشقت" کہا جاتا ہے۔" ويقال: هم بشق من العيش"[7] یہ تب کہا جاتا ہے جب کسی کی زندگی مشکل موڑ سے گزر رہی ہو، ومنه قوله تعالى: "لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنفُسِ"[8] اور اسی سے نبی علیہ السلام کا یہ قول بھی ماخوذ ہے " لولا أن أشق على أمتي لأمرتهم بالسواك عند كلّ صلاة"[9] کہ اگر مجھے تکلیف اور تنگی کا خوف نہ ہوتا تو اپنی امت کو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کو لازم قرار دیتا۔" التّيسير في اللّغة التّسهيل"[10] یعنی تیسیر لغت میں سہولت اور آسانی کو کہا جاتا ہے" يقال يسّر الأمر إذا سهل ولانَ " اور اسی سے نبی علیہ السلام کا قول" إن الدين يُسر"[11] بھی ماخوذ ہے یعنی دین سہولت اور آسانی کا نام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے جگہ جگہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور سہولت کا معاملہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے جیسا کہ روایت ہے۔" أنّ النّبى صلى الله عليه وسلم، بعث معاذا وأبا موسىٰ إلى اليمن قال: يسّرا ولا تعسّرا، وبشّرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا"[12]
یعنی سہولت پیدا کرو تنگی اور مشقت نہیں، لوگوں کو خوشخبریاں دو انھیں ڈراؤمت اور اتفاق سے رہو اختلاف سے بچو۔ گویا کہ قاعدہ" المشقة تجلب التيسير [To make easy that which is difficult to bear]" کا لغوی اور اجمالی معنیٰ کچھ یوں بنتا ہے " أن الصّعوبة والعناء تصبح سبباً للتسهيل"[13] یعنی جہاں پر مشقت، تنگی اور حرج ہوگی وہاں پر وہ سہولت اور آسانی کا سبب بنے گی۔ پس

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

تشریع اسلامی کے وہ احکام جن کی بجاآوری اور انجام دہی سے لوگ مشقت اور تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں، شریعت مطہرہ وہاں پر حتی الامکان تنگی اور حرج کو ختم کرتے ہوئے سہولت اور آسانی کو یقینی بنانے کی کوشش کرتی رہتی ہے، کیونکہ دینِ اسلام سہولت کا نام ہے تکلیف اور مشقت کا نام نہیں۔

قاعدہ " :المشقة تجلب التيسير " کا شمار ان پانچ اہم ترین اور بنیادی قواعد میں ہوتا ہے جنہیں فقہائے عظام کی اصطلاح میں " القواعد الفقهية الأساسية الكبرىٰ " کہاجاتاہے۔ان قواعدِ خمسہ میں مذکورہ قاعدہ انتہائی اہمیت اور اساسی کردار کا حامل ہے کیونکہ شریعت مطہرہ کی اصل بنیاد یُسر اور آسانی پر قائم ہے، یہی وجہ ہے کہ قاعدہ مذکورہ کے اساس کے حوالے سے دسیوں ایسے نصوص اور اصول موجود ہیں جو اس قاعدہ کے لئے اساس فراہم کرتے ہیں، جن کا ذیل میں جائزہ لیاجارہاہے۔

قرآنِ کریم سے دلائل:

قرآن کریم میں کئی ایک نصوص موجود ہیں جن سے اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہے مثلاًارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[14] "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا"[15] اسی آیت مبارکہ کا دوسرا حصہ "رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ"[16] بھی قاعدہ ھٰذا پر دلالت کرتا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول: "يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا"[17] ارشاد باری تعالیٰ "مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ"[18] اللہ تعالیٰ کا فرمان: "وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ"[19] اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول: "مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ"[20] وغیرہ وغیرہ۔الغرض قرآنِ کریم کے وہ تمام نصوص جو یُسر، آسانی اور رفعِ حرج وتکلیف پر دلالت کرتے ہیں، قاعدہ مذکورہ کے لئے بطورِ اساس وبنیاد کام کرتے ہیں۔

سنتِ طیبہ سے دلائل:

نبی علیہ السلام کے کئی ارشادات ایسے ہیں جن سے مذکورہ قاعدہ کی تائید ہوتی ہے، ان ارشادات کو چوٹی کے محدثین نے اپنی معرکۃ الآراء کتابوں میں جگہ دی ہے، جن میں سے چیدہ چیدہ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

"عن أبی هريرة، قال: قام أعرابي فبال في المسجد، فتناوله الناس، فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم: دعوه وهريقوا على بوله سجلا من ماء، أو ذنوبا من ماء، فإنما بعثتم ميسرين، ولم تبعثوا معسرين"[21]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں ایک اعرابی نے بول کرنا شروع کیا تو لوگ اس کو منع کرنے کی طرف لپکے، نبی علیہ السلام نے انہیں فرمایا اسے اپنے حال پر چھوڑ دو(اس کے بول میں خلل مت ڈالو) بلکہ اس کے بول پر ایک ڈول پانی ڈال دو کیونکہ تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے، مشکلات پیدا کرنے کے لئے نہیں۔

روایت کے الفاظ سے بلا غبار یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہئے اور یہی مقصد قاعدہ " المشقة تجلب التيسير " کا بھی ہے۔

"عن عائشة رضی الله عنها، أنها قالت: ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين إلا أخذ أيسرهما ما لم يكن إثما"[22] یعنی نبی علیہ السلام ہمیشہ گناہ سے بچتے ہوئے آسان ترین کام کا انتخاب فرماتے تھے تاکہ امت کے لئے حتی الامکان گنجائش اور آسانی پیدا کی جاسکے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نہایت شفقت اور نرم مزاجی کا مظاہرہ کرتے تھے جیسے کہ ارشاد باری ہے:

"وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ"[23] گویا کہ نبی علیہ السلام کی یہ نرم مزاجی، رقیق القلبی اور لوگوں کے ساتھ سہولت کا معاملہ کرنا خداوند تعالیٰ کے نعمتوں میں سے ایک خاص نعمت ہے۔

قاعدہ مذکورہ کی تیسری دلیل عکرمہ کے طریق سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت ہے:

"عن ابن عباس قال: قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أيّ الأديان أحب إلى الله؟ قال: الحنيفية السمحة[24] "

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دین وہ ہے جس میں سیدھاپن اور سہولت و آسانی ہو، گویا کہ دین میں کوئی بے جا سختی کی گنجائش موجود نہیں ہے کما قال اللہ تعالیٰ "لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ"[25]

چوتھی دلیل ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کی روایت ہے " عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تجاوز الله عن أمتي الخطاء والنسيان وما استكرهوا عليه[26]"

مذکورہ قاعدہ کے لئے بطور اساس کام کرنے والی پانچویں دلیل وہ روایت ہے جس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے:

"عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: إن الدّين يسر[27]"

یعنی دین آسانی اور سہولت کا نام ہے۔

اس کے علاوہ کئی ایک احادیث اور آثار ایسے موجود ہیں جن سے مذکورہ قاعدہ کی تائید ہوتی ہے بلکہ وہ تمام نصوص جن میں کسی بھی شکل وصورت میں آسانی، سہولت، رفع الحرج اور عدم تکلیف کا ذکر موجود ہو، تمام کے تمام اس قاعدہ کے لئے بطور اساس وبنیاد کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ مذکورہ قاعدہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قال العلماء: يتخرّج على هذه القاعدة جميع رخص الشرع وتخفيفاته[28] "

یعنی تشریع اسلامی کی تمام رخصتوں اور سہولیات کے لئے بنیاد یہی قاعدہ ہے۔ چاہے یہ عوارِض سماویہ کا نتیجہ ہوں یا عوارض مکتسبہ کا، تمام انواعِ رخصت کے لئے یہی قاعدہ بطورِ اساس کام کرتا ہے۔

علاوہ ازیں اجماع کے وہ مسائل جن کا تعلق رخصت، تخفیف، سہولت اور آسانی سے ہو وہ بھی مذکورہ قاعدہ کے لئے فقہی اور قانونی اساس فراہم کرتے ہیں، چاہے ان رخصتوں کا تعلق بیماری سے ہو، سفر سے ہو یا پھر مطلق سہولت سے ہو، یعنی رخصت کے تمام انواع واقسام اور ان کی مشروعیت قاعدہ ہذا کے لئے اساس اور بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

مثلاً بیماری کی حالت میں کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھ کر یا لیٹ کر یا اشارہ سے نماز پڑھنے کا جواز، پانی کے استعمال کے نتیجے میں بیمار ہونے یا بیماری کے بڑھنے کا امکان موجود ہو تو تیمم اور مسح کرنے کا جواز، بے ہوشی کی حالت میں پانچ نمازوں سے زائد اگر قضاء ہو جائیں تو ان کے عدم اعادہ کی گنجائش، حالتِ حیض اور حالتِ نفاس میں قضا شدہ نمازوں کے عدم اعادہ کی رخصت اور گنجائش وغیرہ وہ سہولتیں اور تخفیفات ہیں جو بیماری کی حالت میں شریعت کی طرف سے فراہم کی جاتی ہیں۔ اسی طرح حالتِ سفر میں مدّت مسح میں ایک دن اور ایک رات سے تین دن اور تین راتوں تک توسیع واضافہ، چار رکعت فرائض کو کم کرکے دو رکعت پڑھنے کی تخفیف، روزہ نہ رکھنے کی گنجائش، نمازِ جمعہ کے سقوط کی گنجائش وغیرہ وہ سہولیات اور آسانیاں جن سے کوئی بھی مسافر مستفید ہو سکتا ہے۔

اسی طرح جواز الطلاق، مرد کے لئے چار شادیوں تک کی گنجائش، مخصوص بیوعات کے جواز میں رخصت جن میں عام بیوعات کے لئے مقرر شدہ اور طے شدہ شرائط موجود نہ بھی ہوں جیسے بیع السّلم یا استصناع وغیرہ، یاخِطبہ (رشتہ مانگنے) کے وقت کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کا جواز، طبیب اور ڈاکٹر کے لئے ضرورت کے تحت کسی پوشیدہ جگہ حتیٰ کہ سوأتین (انسانی عورات) کی طرف نگاہ کرنے کی گنجائش وغیرہ وغیرہ وہ سہولیات اور تخفیفات ہیں جن کا تعلق معمول کی زندگی سے ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں ایسے مسائل اور جزئیات ہیں جو صرف اور صرف

سہولت، رخصت اور تخفیف کی خاطر مشروع قرار پائے ہیں، چاہے ان کا ثبوت قرآن وسنت سے یا پھر اجماع امت سے ملتا ہو وہ سب کے سب اس قاعدہ کے لئے ثبوت اور مشروعیت کے دلائل ہیں کیونکہ ان کی مشروعیت اور جواز کے لئے بنیادی قاعدہ فراہم کرتا ہے۔

توسیع بصورت تضییق

کبھی کبھار مخصوص اور استثنائی حالات میں صورتحال کچھ یوں بن جاتی ہے کہ شریعتِ اسلامی کے احکام کو من وعن نافذ کرنا یا تو ممکن نہیں ہوتا یا پھر اس کے نفاذ سے نہایت درجے کی مشقت، حرج، تکلیف اور تنگی جنم لیتی ہے، ان مخصوص اور استثنائی حالات میں عمومی اور معمول کے احکام میں نرمی لائی جاتی ہے تاکہ لوگ مشقت اور حرج میں مبتلا نہ ہوں۔ مذکورہ صورتحال میں فقہ اسلامی نے کچھ مخصوص قواعد وضع کئے ہیں جن کا ذیل میں جائزہ لیا جارہا ہے۔

"المشقة تجلب التيسير" کے ضمن میں چند ذیلی قواعد موجود ہیں جن کی بنیاد پر تضییق اور تنگی ومشقت کی صورت میں توسیع اور گنجائش وآسانی پیدا کی جاتی ہے، ان قواعد میں سے جو مشہور اور اہمیت کا حامل قاعدہ ہے اس کو درج ذیل الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

"الأمر اذا ضاق اتسع [29]" مذکورہ قاعدہ کو دوسرے الفاظ میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

1. "إذا ضاق الأمر اتسع"
2. "إذا ضاق الأمر اتسع، وإذا اتسع ضاق"
3. "كلّ ماتجاوز عن حدّه انعكس إلى ضده [30]"

"إذا ضاق الأمر اتّسع " درحقیقت انہی الفاظ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا وضع کردہ قاعدہ ہے، کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ نے تین مختلف سوالات کے جوابات میں اسی قاعدہ کا حوالہ دیا ہے۔ وہ تین مسائل اور سوالات مندرجہ ذیل ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ دورانِ سفر اگر کسی عورت کا ولی گم ہو جائے اور وہ کسی اجنبی شخص کو اپنے سفری معاملات کا نگران بنادے تو کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں یہ جائز ہے۔ یونس بن عبدالاعلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کس بنیاد پر؟ اس پر امام شافعی رحمہ اللہ نے جواب دیا" إذا ضاق الأمر اتّسع"

امام شافعی رحمہ اللہ سے مٹی کے ان برتنوں سے وضو کرنے کے بارے میں پوچھا گیا جن پر گوبر کی لپائی کی گئی کہ ان سے وضو کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں" :إذا ضاق الأمر اتسع"

اسی طرح آپ سے پوچھا گیا کہ مکھی گندگی پر بھی بیٹھتی ہے اور پھر (ان گندے پاؤں سمیت) کپڑوں پر بھی بیٹھ جاتی ہے (کیا اس سے وہ کپڑے پلید ہو جاتے ہیں؟) آپ نے جواب دیا کہ اگر دورانِ پرواز وہ گندگی خشک ہو جائے تو اچھی بات ہے ورنہ " فالشّيئ إذا ضاق اتّسع [31]" معلوم ہوا کہ جہاں پر مشقت اور تکلیف ہوگی مذکورہ قاعدہ کے تحت اس میں وسعت پیدا کرکے آسانی اور گنجائش نکالنے کی کوشش کی جائے گی اور جب وہ مخصوص اور استثنائی صورتحال ختم ہو جاتی ہے اور حالات معمول پر آجاتے ہیں تو وہ وسعت اور گنجائش بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی " إذا ضاق الأمر اتسع، وإذا اتّسع ضاق " گویا کہ تضییق کی صورت میں توسیع اور توسیع کی صورت میں واپس تضییق سے کام لیا جائے گا۔ توسیع بصورتِ تضییق اور تضییق بصورتِ توسیع کو امام غزالی نے ان الفاظ میں جمع کیا ہے " كلّ ما جاوز عن حدِه انعكس على ضدّه [32]" یعنی جب غیر معمولی صورتحال ہوگی تو وہاں پر گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کی جائیگی اور جب حالات معمول پر آجائیں اور نرمی کی ضرورت ہی باقی نہ رہے تو احکام اپنی سابقہ اور اصلی حالت کی طرف لوٹ کر بحال ہو جائیں گے۔ " فإذا انفرجتِ الضرورة وزالت، عاد الحكم إلى أصله [33]"

مذکورہ دو قواعد کا فقہی اور قانونی اساس:

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

قرآن وسنت میں ان دونوں باہم متقابل قواعد کے لئے کئی ایک دلائل موجود ہیں، جن میں سے چند ذیل میں ذکر کئے جارہے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے " وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا"[34] یعنی جب کفار کی طرف سے تم خوف میں مبتلا ہوں تو تمہارے لئے قصر نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔ چونکہ حالتِ خوف ایک مخصوص اور استثنائی صورت ہے، جس میں معمول کے مطابق نماز پڑھنے کی صورت میں حرج اور تنگی پیدا ہوتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت اور سہولت میں تبدیل کرکے نماز کی کیّت اور رکعات کی تعداد میں بھی کمی اور تخفیف کی، نیز اگلی آیت (النساء : 102) میں اس کی کیفیت میں سہولت اور آسانی پیدا کردی یعنی عام حالات میں جیسی نماز پڑھی جاتی ہے اس سے ہٹ کر نسبتاً آسان طریقے سے نماز پڑھنے کی گنجائش رکھی گئی تاکہ مسلمان اس سخت صورتحال میں مشقت میں مبتلا نہ ہوں اور ان کے لئے حتی الامکان سہولت اور گنجائش پیدا کی جاسکے، اور بالکل یہی مقصد ومفہوم قاعدہ "إذا ضاق الأمر اتسع "کا بھی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے "إِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ"[35] کہ جب تم مامون ہو جاؤ (حالتِ خوف باقی نہ رہے) پھر (معمول کے مطابق) نماز ادا کیا کرو، یعنی جب حالتِ خوف ختم ہو جائے اور غیر معمولی واستثنائی صورت باقی نہ رہے تو اب اوپر دی گئی سہولت کی ضرورت بھی باقی نہ رہی لهذا اب قصر کی بجائے معمول کے مطابق عام حالات جیسی مکمل نماز پڑھنی ہوگی اور بالکل یہی مقصد ومفہوم قاعدہ" إذا اتسع ضاق "کا بھی بنتا ہے۔

مذکورہ دونوں قواعد کے لئے بطورِ اساس کام کرنے والی وہ روایت ہے جس کو ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام کے زمانے میں اطراف وجوانب میں قحط آگیا اور عید الاضحیٰ قریب تھی تو نبی علیہ السلام نے حکم دیا کہ قربانی کے گوشت کا تہائی حصہ اپنے لئے رکھو اور باقی (دو تہائی) صدقہ کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعد میں لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (ﷺ) پہلے تو لوگ قربانی سے زیادہ فائدہ حاصل کیا کرتے تھے کہ وہ اس کی چربی کو پگھلا کر تیل حاصل کرتے تھے اور اس کے چمڑے سے مشکیزے وغیرہ بنالیتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اب کیا ہوا؟ اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ (ﷺ) نے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنے پر پابندی نہیں لگائی ہے؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا" :إنما نهيتكم من أجل الدّافة التي دفّت عليكم، فكلوا وتصدقوا وادّخروا[36]"

یعنی وہ تو قحط کی وجہ سے تمہیں منع کیا گیا تھا، اب خود بھی کھاؤ محتاجوں کو بھی کھلاؤ اور ذخیرہ کرنے کی بھی اجازت ہے۔

مذکورہ روایت پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے تہائی گوشت اور تین دن سے زیادہ گوشت کے ذخیرے کرنے پر جو پابندی عائد کی تھی وہ مخصوص اور استثنائی صورتحال کے پیش نظر تھی کہ لوگ تکلیف میں مبتلا تھے ان کی اس تکلیف اور تنگی کو دور کرنے کے لئے نبی علیہ السلام نے گنجائش نکال کر ان پر زیادہ سے زیادہ گوشت صدقہ کرنے کا حکم دیا اور قربانی کرنے والے لوگوں پر گوشت کے ذخیرہ کرنے پر پابندی لگائی، لیکن جب وہ مشکل صورتحال ختم ہوگئی اور اطراف وجوانب (اہلِ بادیہ) کے لوگ آسودہ حال ہوگئے تو نبی علیہ السلام نے اس عارضی پابندی کو اٹھالیا اور لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق قربانی کے گوشت کو استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ گویا کہ تنگدستی میں غریبوں کے لئے گنجائش نکالی اور جب حالات ٹھیک ہوکر معمول پر آگئے تو سابقہ اجازت کو دوبارہ بحال کیا گیا، بالکل یہی مقصد اور مفہوم قاعدہ" :إذا ضاق الأمر اتّسع وإذا اتّسع ضاق " کا بھی نکل رہا ہے۔ گویا کہ مذکورہ دو متقابل قواعد کے لئے اساس مذکورہ بالا نصوص ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے" الوجيز في إيضاح قواعد الفقه الكلية[37]"

چند اطلاقات وتطبیقات بابت توسیع بصورت تضیق:

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ " الامر اذا ضاق اتسع واذا اتسع ضاق" کی مزید تشریح اور توضیح کے لئے اس کے چند اطلاقی اور انطباقی صورتوں کو ذکر کیا جائے تاکہ علیٰ وجہ البصیرۃ مذکورہ قواعد کو سمجھا جاسکے کیونکہ فقہ اسلامی کے بہت سارے نظائر، مسائل اور جزئیات ان دونوں قواعد پر متفرع ہیں اور فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کے اطلاقی اور تطبیقی صورتوں کو اجاگر کیا ہے، نمونے کے طور پر ذیل میں چند نظائر پیش کئے جارہے ہیں۔

۱۔ اگر ایک شخص نے دوسرے شخص سے قرض لیا اور اس کی ادائیگی کے لئے کوئی سبیل نہ ہو، نیز اس مقروض کا کوئی کفیل بھی موجود نہ ہو جو اس کی طرف سے ادائیگی قرض کا ضامن ہو تو ایسے مقروض کو اس وقت تک مہلت دی جائیگی جب تک وہ مالدار نہ ہو جائے اور اس کی یہ تنگدستی ختم نہ ہو، یا اگر وہ تمام قرض یکمشت ادا نہیں کر سکتا ہے تو اُس کو اِس بات کی اجازت دی جائیگی کہ وہ مذکورہ قرض قسط وار ادا کرے۔(کیونکہ وہ تنگدست ہے اور اس قرض کی جبری ادائیگی میں وہ نہایت حرج اور تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا لھذا اس کے ساتھ حتی الامکان سہولت کا معاملہ کیا جائے گا)

۲۔ عمومی اور معمول کے حالات میں گواہی کے لئے کم از کم ایک مرد اور دو عورتوں کا وجود ضروری ہوتا ہے لیکن ایسے مقامات جہاں پر مردوں کی موجودگی ممکن نہ ہو یا ممکن تو ہو لیکن بہت مشکل ہو تو وہاں پر (مردوں کے بغیر) عورتوں اور بچوں کی گواہی بھی قبول کی جاسکتی ہے تاکہ لوگوں کے حقوق ضائع نہ ہوں۔(جیسے رضاعت کے ثبوت کے لئے صرف عورت کی گواہی کا مقبول ہونا، حمامات وغیرہ سے متعلق امور میں بچوں اور عورتوں کی گواہی کا قبول ہونا وغیرہ۔اب اگر اس قسم کے امور میں بھی مردوں کی گواہی کو لازمی قرار دیا جائے تو اس سے نہایت تنگی اور حرج لازم آئے گا، اس تکلیف اور مشقت و تنگی سے بچنے کے لئے مذکورہ امور کی گواہی کے سلسلے میں توسیع اور نرمی و سہولت کی گنجائش رکھی گئی ہے) .

۳۔ بچے کے نسب اور حِضانت (حقِ پرورش) کی حفاظت کے پیش نظر صرف ایک دایہ کی گواہی کا قبول ہونا (کیونکہ حفاظتِ نسب اور حفاظت جان شریعت کے اولین مقاصد میں سے شامل ہیں، نیز زچگی کے دوران عموماً مردوں کی حاضری ممکن نہیں ہوتی ہے، اب اگر مذکورہ بچے کے نسب اور حقِ حِضانت کے تعین کے لئے مرد کی گواہی کو لازمی قرار دیا جائے تو اس سے نہایت عُسر اور تنگی لازم آئے گی اور لوگ تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے، بنابریں شریعت نے اس تضییق اور تنگی سے بچنے کے لئے مذکورہ گواہی میں وسعت، گنجائش اور نرمی سے کام لیتے ہوئے صرف ایک دایہ کی گواہی کو کافی قرار دیا ہے)

۴۔ (اگر کوئی شخص بھوک یا پیاس سے نڈھال ہو کر قریب المرگ ہو تو) اپنی زندگی بچانے کی خاطر اس کے لئے مردار کا گوشت استعمال کرنے یا شخصِ غیر کی مملوکہ چیز کو (بلا اجازت) استعمال کرنے کی اجازت ہوگی لیکن جب وہ حالتِ اضطرار سے نکل کر معمول کی حالت پر آجائے تو شخصِ غیر کی استعمال کردہ چیز کی قیمت ادا کرے گا (کیونکہ مذکورہ صورتوں میں وہ تنگی اور سختی میں مبتلا تھا، اب اگر اس کو ان ممنوعہ اشیاء کی اجازت نہ دی جائے تو وہ نہایت تنگی اور مشقت میں مبتلا ہو جائے گا بلکہ وہ زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھ سکتا ہے، اس لیے اس کے ساتھ وسعت اور نرمی کا معاملہ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے ان ممنوع اشیاء کے استعمال کو جائز قرار دیا جاتا ہے، لیکن اگر یہ شخصِ غیر کی مملوکہ چیز سے حالتِ اضطرار میں استفادہ حاصل کرتا ہے تو معمول کے حالات میں اس کو مذکورہ شئی مملوک کی قیمت ادا کرنی پڑے گی کیونکہ " الإضطرار لا یُبطل حق الغیر[38] "

۵۔ (معمول کے مطابق عام حالات میں عدت الوفات گزارنے والی بیوہ کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے لیکن اگر مذکورہ بیوہ کے نان نفقہ وغیرہ کا اور کوئی ذریعہ نہ ہو تو) وہ حصولِ معاش کی خاطر دن کے وقت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔(یہ ایک مخصوص استثنائی صورت ہے اگر مذکورہ عورت کو اس کی اجازت نہ دی جائے تو وہ نہایت تنگی اور حرج سے دوچار ہوگی، جس کو دور کرنے کی خاطر اس بیوہ کے ساتھ خصوصی رعایت کی گئی ہے)

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

۶۔ بعض دینی امور کی خاطر اجرت دے کر کسی کی خدمات حاصل کرنا، جیسے معلم کو تعلیم القرآن اور مؤذن کو اذان دینے کی اجرت دینا، جو متاخرین فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور یہی مفتیٰ بہ قول ہے (کیونکہ اگر متقدمین کی طرح ان امور پر معاوضہ لینے کو ناجائز قرار دیا جائے تو موجودہ زمانے میں دینی امور تعطّل کا شکار ہو کر حرج اور مشقت کو جنم دیں گے، یہی وجہ ہے کہ متاخرین فقہاء نے اس میں نرمی اور گنجائش کا فتویٰ دیا ہے)

۷۔ بچوں کو دودھ پلانے کے لئے ماں پر جبر اور زبردستی نہیں کی جاسکتی ہے (یہ ماں کے حق میں نرمی، توسیع اور گنجائش ہے) لیکن اگر بچہ اپنی ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی اور دودھ نہ پیتا ہو اور اس کی زندگی یا صحت کو خطرہ ہو، تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جاسکتا ہے (جو ماں کے حق میں تو تضییق ہے لیکن) بچے کی زندگی اور صحت کو بچانا زیادہ ضروری ہے۔ ضروری اضافوں اور ترامیم کے ساتھ مذکورہ تمام نظائر کو شارحِ مجلہ محمد خالد الاتاسی نے ذکر کیا ہے۔[39]

۸۔ اسی طرح وہ عملِ قلیل جس سے عموماً حالتِ نماز میں اجتناب ممکن نہیں ہوتا، اس کی اجازت موجود ہے اور اس کے ارتکاب میں تسامح سے کام لیا جاتا ہے، لیکن اس کے برعکس عملِ کثیر، جس سے اجتناب ممکن ہوتا ہے، میں تسامح نہیں برتا جاتا۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں " إن قليل العمل في الصلوٰة لما اضطر إليه سومح به، و كثيره لما لم يكن به حاجة لم يسامح به[40] "

مذکورہ قاعدہ کے تحت چوروں اور باغیوں کے ڈرانے دھمکانے کے لئے انتہائی حد تک جایا جاسکتا ہے حتی کہ ان کو جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی جاسکتی ہے تاکہ ان کے شر سے لوگ محفوظ رہیں، کیونکہ امنِ عامہ کو برقرار رکھنے کے لئے ان پر جبر اور زبردستی کرنے کے لئے گنجائش موجود ہے، البتہ اگر وہ اپنے ان مذموم افعال سے باز آجائیں تو ان پر مزید سختی کرنے کا جواز بھی ختم ہو جاتا ہے۔

"منها جواز دفع السّارق و الباغي ما أمكن إلى أن يندفع شرّه و لو بالقتل، فإن اندفع فلا يجوز الإعتداء عليه[41]"

۹۔ اسی طرح محدثین کا راویان حدیث پر یا قاضی کا گواہوں پر جرح اور طعن کرنے کی گنجائش، عادل گواہوں کی عدم موجودگی میں " الأمثل فالأمثل یا الأحسن فالأحسن " کی گواہی قبول کرنے کا جواز، ظالم حکمران کے خلاف بغاوت نہ کرنے کی گنجائش، جب اس بغاوت کے نتیجے میں فساد برپا ہونے کا خطرہ ہو، معمولی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز وغیرہ پڑھنے کا جواز تمام جزئیات مذکورہ قاعدے پر متفرع ہیں۔[42] الغرض اجماع اور استحسان یا مصلحتِ مرسلہ کے وہ مسائل جن کی مشروعیت تضییق، دفع الحرج اور سہولت فراہم کرنے کی بنیاد پر قائم ہو، ان میں سے اکثر مسائل کے لئے اساس اور بنیاد یہی قاعدہ فراہم کرتا ہے۔

ضروری تنبیہ:

یہاں پر ایک اہم وضاحت کی طرف توجہ دینا از بس ضروری ہے اور وہ یہ کہ مذکورہ قاعدہ تب متحرک اور معمول بہا ہو سکتا ہے جب اس کے مدمقابل کوئی نصِ صریح موجود نہ ہو، یعنی یہ غیر منصوصی مسائل میں قابل عمل قاعدہ ہے، ورنہ جہاں جہاں اس کے مقابلے میں نص آئے گا وہاں پر اس کو مرجوح قرار دیتے ہوئے نص کو ترجیح حاصل رہے گی کیونکہ قاعدہ ہذا میں نص کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔ "واعلم أن هذه القاعدة كالّتي قبلها، تجري فيما ليس فيه نص صريح، و إلاّ فلا تقابل المنصوص عليه[43]"

کیونکہ مذکورہ قاعدہ پر متفرع اکثر مسائل، جزئیات اور نظائر کا تعلق اجماع اور استحسان سے ہے، اور اجماع و استحسان دونوں میں بذاتِ خود نصوص کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود نہیں، کیونکہ نصوص کے مقابلے میں ان کی حیثیت ثانوی ہے، بنا بریں قاعدہ مذکورہ کے اساس پر جنم لینے والے مسائل، فروعات اور نظائر بھی مسائل منصوصہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

متفرق اطلاقات بابتِ قاعدہ : المشقة تجلب التيسير

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطیؒ اور علامہ زین الدین ابراہیم ابن نجیم وغیرہ نے مشقتوں کی مندرجہ ذیل دو قسمیں بیان کی ہیں:

۱۔ پہلی قسم وہ مشقت جو ہر عبادت میں موجود ہوتی ہے جیسے وضو اور غسل میں سردی کی مشقت، رمضان میں بھوک اور پیاس کی مشقت، حج اور جہاد میں سفر کی مشقت، حدود اور تعزیرات میں درد اور تکلیف کی مشقت، باغیوں سے لڑائی میں مشقت وغیرہ۔ اس قسم کی مشقتوں کے بارے میں علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں" : **لا أثر لها في إسقاط العبادات في كلّ الأوقاتِ**[44] "

یعنی ان مشقتوں کی کوئی تاثیر نہیں ہے کہ ان کی وجہ سے مذکورہ عبادات انسان کے ذمے سے ساقط ہوں، بلکہ شریعت اس قسم کی مشقت کو کالعدم تصور کرتی ہے کیونکہ ان کو برداشت کیا جاسکتا ہے اور یہ معمول کی مشقتیں ہیں، لھٰذا ان میں تخفیف اور سہولت کی چنداں ضرورت نہیں۔

۲۔ مشقت کی دوسری قسم وہ ہے جس کا عبادات میں ہر وقت موجود ہونا ضروری نہ ہو، یعنی اس کی موجودگی کے بغیر بھی وہ عبادات ادا کی جاسکتی ہوں، بالفاظ دیگر وہ نادر الوقوع ہوتی ہیں۔ فقہائے عظام نے ان کے مندرجہ ذیل تین مراتب اور درجات ذکر کئے ہیں:

ا۔ بہت بڑی مشقت جس کا برداشت کرنا تقریباً ناممکن ہو جیسے اتنی سردی ہو کہ غسل کی وجہ سے جان جانے یا اعضاء شل یا تلف ہونے کا خطرہ موجود ہو، یا حج کے لئے جانے کا صرف بحری راستہ ہو اور بحری قزاقوں یا سمندری طوفانوں کی وجہ سے جان جانے یا مال ضائع ہونے کا غالب گمان ہو، تو اس قسم کی مشقتوں میں تخفیف موجود ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے مذکورہ عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔ ان کے بارے میں علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں": **فهي موجبة للتخفيف والترخيص قطعًا، لأن حفظ النفوس والأطراف لإقامة مصالح الدّين أولى من تعريضها للفوات في عبادة**[45] "یعنی انسانی جسم اور اعضاء کی حفاظت اسلئے ضروری ہے کہ ان کی بنیاد پر اقامت دین ممکن ہے، پس ایک عبادت کی وجہ سے ان کو ضائع کرنے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ ان کو سلامت رکھا جائے اور ان کی توانائیاں اقامتِ دین کے لئے استعمال میں لائی جائیں۔

۲۔ دوسرا مرتبہ ان مشقتوں کا ہے جو بہت معمولی اور ہلکی نوعیت کی حامل ہوں جیسے انگلی یا سر میں معمولی درد ہو، جسم پر معمولی خراش آجائے یا طبیعت ہلکی سی ناساز ہو" **فهذه لا أثر لها، ولا إلتفات إليها**[46] " یعنی شریعت ان کو سرے سے خاطر میں ہی نہیں لاتی کیونکہ عبادات میں جو مصلحتیں موجود ہیں ان کے مقابلے میں مذکورہ مشقتیں ہیچ ہیں، لھٰذا ان کی وجہ سے عبادات کو نہیں چھوڑا جاسکتا ہے۔

۳۔ تیسرا مرتبہ ان مشقتوں کا ہے جو نہ تو بہت بڑی ہوں اور نہ ہی بہت ہلکی ہوں بلکہ دونوں کے درمیان درمیان ہوں، جیسے بخار اور دانت میں درد مثلاً، پس اگر اس میں شدت زیادہ آجائے تو اس کا حکم پہلے مرتبے والی مشقتوں جیسے ہوگا یعنی ان کی وجہ سے عبادات میں تخفیف اور سہولت آئے گی، اور اگر شدّت زیادہ نہ ہو تو اس کا حکم دوسرے مرتبے والی مشقتوں جیسے ہوگا، یعنی ان کی وجہ سے عبادات میں کوئی تخفیف اور سہولت میسر نہ ہوگی، جیسے ایک مریض بیماری میں رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور اس کو یقین یا کم از کم غالب گمان ہے کہ میری بیماری بڑھ جائے گی تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے (اس صورت میں یہ پہلی مرتبہ والی جیسی مشقت ہوگی) لیکن اگر اس کو بیماری بڑھنے کا کوئی خوف نہ ہو تو اس صورت میں وہ روزہ چھوڑ نہیں سکتا (اس صورت میں یہ مرتبہ ثانیہ جیسی مشقت ہوگی)[47]

مذکورہ بالا بحث سے بطور نتیجہ یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر مشقت اپنے ساتھ سہولت نہیں لاتی لیکن سہولت لانے والی مشقت کے لئے بھی یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہ اضطرارِ ملجئ کی حد تک پہنچی ہوئی ہو تب تو سہولت اور تخفیف فراہم کرے گی ورنہ نہیں"، **بل يكفي أن تكون في درجة الحرج والعُسر**[48] " یعنی ہر وہ مشقت باعثِ سہولت و تخفیف ہوگی جو حاجت کے درجے میں ہو اور لوگ اس میں تخفیف اور سہولت کے لئے محتاج ہوں، کہ اگر ان کو یہ سہولت فراہم نہ کی گئی تو وہ حرج اور تنگی کا شکار ہو جائیں۔

شریعت کی طرف سے ملنے والی سہولتوں اور رخصتوں کے انواع واقسام:

اکثر فقہاء اور اصولیین نے شیخ عزالدین بن سلامؒ کے حوالے سے شریعت کی طرف سے ملنے والی رخصتوں، سہولتوں اور تخفیفات کے انواع واقسام کو ذکر کیا ہے، شیخ موصوف نے ان رخصتوں کے چھ انواع ذکر کئے ہیں، جبکہ علامہ العلائی نے اس پر ایک اور رخصت کا اضافہ کیا ہے۔ گویا کہ یہ کل سات انواع ہوئے، جنہیں ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے۔

۱۔ تخفیفِ اسقاط:

یہ وہ سہولت ہے جس میں کوئی حکم یا عبادت ساقط ہو جاتی ہے جیسے اعذارِ مبیحہ کی وجہ نماز، جمعہ، رمضان، حج وعمرہ اور جہاد وغیرہ کا حکم ساقط ہو کر معاف ہو جانا" تخفیفِ اسقاط " کہلاتی ہے۔

۲۔ تخفیفِ تنقیص:

یہ وہ سہولت ہے جس میں کسی عبادت یا حکم کی کمیّت میں کمی کی جاتی ہے جیسے سفر کے دوران چار رکعت فرائض کی جگہ دو رکعت پڑھنا وغیرہ" تخفیفِ تنقیص " کہلاتی ہے۔

۳۔ تخفیفِ ابدال:

یہ وہ سہولت ہے جس میں کسی سخت حکم کو نسبتاً نرم حکم میں تبدیل کیا جاتا ہے جیسے وضو اور غسل کی جگہ تیمم کا جواز، کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھ کر، لیٹ کر یا پھر اشارہ سے نماز ادا کرنے کا جواز، کفارہ یمین میں روزہ رکھنے کی بجائے کسی کو کھانا کھلانا وغیرہ" تخفیفِ ابدال " کہلاتی ہے۔

۴۔ تخفیفِ تقدیم:

یہ وہ سہولت ہے جس میں کسی حکم یا عبادت کو وقتِ مقررہ سے پہلے کرنے کی گنجائش دی جاتی ہے جیسے حنفیّہ کے یہاں صرف عرفات میں نمازِ عصر کو اپنے وقت سے پہلے نمازِ ظہر کے ساتھ پڑھنے کا جواز یا جیسے حولانِ حول سے پہلے پہلے زکوٰۃ کی ادائیگی کا جواز یا عید الفطر سے پہلے پہلے رمضان ہی میں صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا جواز وغیرہ" تخفیفِ تقدیم " کہلاتی ہے۔

۵۔ تخفیفِ تاخیر:

یہ وہ سہولت ہے جس میں کسی حکم یا عبادت کو وقتِ مقررہ کے بعد بھی ادا کرنے کی گنجائش موجود ہوتی ہے جیسے حنفیّہ کے یہاں صرف مزدلفہ میں نمازِ مغرب کو اپنے وقت سے مؤخر کر کے نمازِ عشاء کے ساتھ پڑھنے کا جواز، یا جیسے مریض اور مسافر کے لئے رمضان کے روزے رمضان کے بعد رکھنے کا جواز، یا اس شخص کے لئے نماز کو وقتِ مقررہ کے بعد پڑھنے کا جواز جو کسی کی جان بچانے مثلاً ڈوبے ہوئے شخص کو پانی سے نکالنے یا جلے ہوئے شخص کو آگ سے بچانے میں مصروف ہو وغیرہ" تخفیفِ تاخیر " کہلاتی ہے۔

۶۔ تخفیفِ ترخیص:

یہ وہ سہولت ہے جس میں کسی حکم یا عبادت کی بجاآوری میں حتی الامکان نرمی برتی جاتی ہے جیسے کوئی شخص صرف ڈھیلے استعمال کرکے پانی سے استنجا نہ بھی کرے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے، یا جیسے نوالہ یا لقمہ اٹکنے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں شراب کا گھونٹ لے کر اس کو نگلنے کا جواز، یا نجاسات کے ذریعے علاج کروانے کا جواز وغیرہ" تخفیفِ ترخیص " کہلاتی ہے۔

۷۔ تخفیفِ تغییر:

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

(علامہ العلائی کی ذکر کردہ) یہ وہ سہولت ہے جس میں کسی حکم یا عبادت کی کیفیت تبدیل کرنے کی گنجائش موجود ہوتی ہے جیسے صلوۃ خوف میں نماز کی مروجہ ترتیب کو تبدیل کرنے کا جواز وغیرہ " تخفیفِ تغییر " کہلاتی ہے (اگرچہ بعض فقہاء اس کو " تخفیفِ تنقیص "جبکہ دیگر نے اس کو "تخفیفِ ترخیص " ہی میں شمار کیا ہے، پس اس صورت میں تخفیف کی انواع عزالدّین بن سلامؒ کی ذکر کردہ چھ ہی ہوں گی) ضروری اضافوں اور ترامیم کے ساتھ مذکورہ بحث کو " الأشباہ للسیوطی، الأشباہ لابن نجیم، التطبیقات للزحیلی اور الوجیز للبورنو " وغیرہ میں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔[49]

مذکورہ بحث کو دیکھتے ہوئے بھی آسانی سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قاعدہ" المشقّۃ تجلب التیسیر " میں کتنی وسعت پائی جاتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی سمجھ میں آسکتی ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے اپنے پیروکاروں کے لئے سہولتیں اور آسانیاں پیدا کرنے کا کس قدر اہتمام کیا ہوا ہے، کاش ہمارا نام نہاد مذہبی طبقہ اس کو سمجھ سکے اور بے جا سختیوں پر مبنی اپنے کرخت لہجے اور سخت رویّے کو ترک کرتے ہوئے لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کا روش اختیار کرے تو بہت سے دین بیزار لوگ اس معتدل اور سہولت پر مبنی شریعت کو گلے لگانے کے لئے از خود تیار ہو جائیں۔

حکم کے لحاظ سے رخصت اور تخفیف کی اقسام:

قاعدہ مذکورہ کی تشریحات و تطبیقات کے ضمن میں فقہائے عظام نے حکم کے لحاظ سے شرعی رخصتوں کی اقسام کو بھی بیان کیا ہے کہ کس رخصت پر عمل کرنا واجب ہے اور کس رخصت میں بندے کو اختیار ہے کہ وہ عمل کرے یا نہ کرے؟

حکم کے لحاظ سے شرعی رخصتوں کی مندرجہ ذیل پانچ اقسام ہیں:

۱۔ وہ رخصت جس پر عمل کرنا واجب ہو اور اس میں بندے کو ترک کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہ ہو، جیسے حالتِ اضطرار میں جب موت یقینی ہو یا اس کا ظنِ غالب موجود ہو تو اس وقت زندگی بچانے کی خاطر مضطر کے لئے مردار کا گوشت کھانا واجب اور ضروری ہے، یا جیسے بھوک اور پیاس سے نڈھال ہونے کی صورت میں روزہ دار کے لئے روزہ کھولنا واجب ہے، چاہے وہ مقیم کیوں نہ ہو، یا جیسے لقمہ حلق میں اٹک جائے اور شراب کے علاوہ اس کے نگلنے کا کوئی دوسرا راستہ موجود نہ ہو، تو ایسا کرنا واجب ہوگا، مذکور تمام نظائر میں اگر بندہ ان رخصتوں پر عمل نہ کرے اور اس کی جان چلی گئی یا اس کا کوئی عضو بیکار ہو گیا تو اس صورت میں وہ گناہگار ہوگا۔

۲۔ وہ رخصت جس پر عمل کرنا مستحب ہو جیسے حالتِ سفر میں یا بیماری میں روزہ کھولنا(جب معمولی تکلیف ہو) یا جیسے گرمی کے موسم میں گرمی کی شدت کی وجہ سے نمازِ ظہر میں تاخیر کرنا (البتہ نمازِ جمعہ اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے) یا جیسے خِطبہ (رشتہ مانگنے) میں اجنبی عورت کو دیکھنا وغیرہ وہ تمام رخصتیں ہیں کہ جن پر عمل کرنا مستحب ہے۔

۳۔ وہ رخصت جس پر عمل کرنا مباح ہو جیسے بیع السّلم، اجارہ وغیرہ کہ اصولاً ان پر عمل کرنا مباح ہے، وہ الگ بات ہے کہ مخصوص حالات میں کبھی کبھار اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے، جیسے کہ قاضئ وقت پر یہ واجب ہے کہ وہ کسی مفلس شخص کے اموال کو اجارہ پر دے دے، لیکن یہ حکم مخصوص حالات میں ہے ورنہ معمول کے مطابق اجارہ مباح ہے۔

۴۔ وہ رخصت جس پر عمل نہ کرنا افضل اور اولی ہو جیسے موزوں پر مسح نہ کرنا (بلکہ پاؤں دھونا) حالتِ سفر میں جمع بین الصلوٰتین کو حقیقتاً اور صورتاً ترک کرنا، حالتِ سفر میں روزہ افطار نہ کرنا، یا اُس شخص کا تیمم ترک کرنا جو پانی خریدنے پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی قیمت معمول سے زیادہ

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

بھی ہو لیکن وہ پھر بھی پانی کو خرید کر وضو کرتا ہے اور تیمم کی رخصت پر عمل نہیں کرتا وغیرہ، وہ تمام رخصتیں ہیں جن کو اختیار نہ کرنا افضل ہے یعنی ان میں عزیمت پر عمل کرنا اولیٰ، افضل اور بہتر ہے۔

۵۔ وہ رخصت جس پر عمل کرنا مکروہ ہو جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تین مراحل سے کم کم میں قصر نماز پڑھنا درست نہیں اگرچہ باقی ائمہ اس کی اجازت دیتے ہیں، لیکن چونکہ امام ابو حنیفہؒ باب العبادات میں احتیاط زیادہ برتتے ہیں لھٰذا اس کے اختلاف سے بچنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی اس رخصت پر عمل کرے تو یہ مکروہ ہے۔[50]

قاعدہ مذکورہ کی استثنائی صورتیں:

اپنی تمام تر وسعت اور اکثر فقہی ابواب میں اپنی تمام تر اطلاقات اور تطبیقات کے باوجود قاعدہ مذکورہ کے لئے کچھ شرائط اور حدود ہیں، یعنی بعض مواقع ایسے موجود ہیں کہ جہاں پر حرج اور مشقت کے موجود ہونے کے باوجود اس قاعدہ پر عمل نہیں کیا جاسکتا جن کو ہم قاعدہ مذکورہ کی استثنائی صورتیں کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

"المشقّۃ والحرج، إنما یعتبر ان فی موضع لا نصّ فیہ، و أما مع النّص بخلافہ فلا[51] "

یعنی اس مشقت اور حرج کے دفعیہ کا بندوبست کیا جائے گا جس کی وجہ سے کسی نص پر عمل ترک کرنا لازم نہ آتا ہو، پس اگر کسی مشقت اور حرج کو دور کرنے کی وجہ سے کوئی نص معطل ہو رہا ہو تو اس مشقت اور حرج کو دور کرنے کا بندوبست نہیں کیا جائے گا، کیونکہ قاعدہ مذکورہ میں نص کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک حرم مکہ کے نباتات کو کاٹا نہیں جاسکتا، سوائے اذخر پودے کے کہ نص میں اس کو مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حرم کے نباتات کی کٹائی پر پابندی لگانے سے حرج اور مشقت پیدا ہوتی ہے لھٰذا ان کو کاٹا جاسکتا ہے، لیکن مفتی بہ اور راجح قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کا ہے کیونکہ ان کے پاس نص موجود ہے جس کو اکثر محدثین نے ذکر کیا ہے۔

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: حرّم اللہ مکۃ فلم تحل لِأحد قبلی، وَ لَا لِأحد بعدی، أحلت لی ساعۃ من النّھار، لا یُختلی خلاھا و لا یعضد شجرھا و لا یُنفر صیدھا ، و لا تلتقط لقطتھا إلا لمُعرّفٍ فقال عباس رضی اللہ عنہ: إلّا الإذخر لصاغتنا و قبورنا؟ فقال: إلّا الإذخر[52] "

یعنی نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دن کے ایک مخصوص حصہ میں میرے لئے مکہ پر چڑھائی حلال قرار دی گئی تھی ورنہ مجھ سے پہلے اور میرے بعد آنے والوں کے لئے یہ حرام ہے، نہ اس کے گھاس کو اکھاڑا جاسکتا ہے نہ اس کے درختوں کو کاٹا جاسکتا ہے، نہ اس میں شکار کھیلنے کی اجازت ہے، نہ اس میں راستہ میں پڑی ہوئی چیز کو اٹھانے کی اجازت ہے البتہ اگر کوئی اُس چیز کو اپنے مالک تک پہنچانے کی نیت سے اٹھائے تو اس کی اجازت موجود ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا ہمارے لوہاروں کے لئے اور قبر (یا چھت) میں استعمال ہونے والے پودے " اذخر " کے کاٹنے کی اجازت ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں (صرف) اذخر کے کاٹنے کی اجازت ہے۔ اب مذکورہ نص پر عمل کرنے کے نتیجے میں اگرچہ لوگ مشقت اور حرج میں مبتلا ہو جائیں گے، جیسے کہ اسی بنیاد پر امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے لوگوں کو مشقت سے بچانے کے لئے اس کے کاٹنے کا جواز بیان کیا ہے لیکن فقہاء نے ان کے اس قول کو مرجوح قرار دیا ہے کیونکہ یہاں پر دفع الحرج کے مقابلے میں نص موجود ہے لھٰذا اس حرج کو ختم کرنے کا بندوبست نہیں کیا جاسکتا اور عمل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہی کیا جائے گا۔

نوٹ : اذخر ایک خوشبودار گھاس کا نام ہے جس کو گھروں کی چھتوں اور قبروں پر ڈالنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

"الإذخر ھو حشیش طیب الریح، یسقف بہ البیوت[53]"

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

یا جیسے انسانی بول سے بچنے میں کافی مشقت موجود ہے لیکن اس میں تخفیف اور سہولت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس سلسلے میں نص موجود ہے، یا اس کو بار بار دھونے میں جو حرج اور مشقت موجود ہے اس کے دفعیہ کا بھی کوئی بندوبست موجود نہیں ہے کیونکہ اس سلسلے میں نص موجود ہے۔" عن أبی ہریرة، أن رسول اللهﷺ قال: استنزهوا من البول، فإن عامة عذاب القبر منه[54] "

لٰھذا مذکورہ نص کے ہوتے ہوئے اس مشقت اور حرج کو دور نہیں کیا جاسکتا ہے، اس سلسلے میں شارح المجلۃ علامہ اتاسی لکھتے ہیں:

"واعلم أنه قد خرج عن هذه القاعده ما نصّ عليه، وإن كان فيه مشقّة عمّت فيه البلوٰى، كبول الإنسان المنصوص على نجاسته، فالمشقّة هنا لم تجلب التيسير [55] " یعنی نصِ مذکور کے ہوتے ہوئے قاعدہ مشقت و سہولت کا اطلاق ممکن نہیں ہے۔

اس کے علاوہ وہ مشقتیں جن کو شریعت نے خود برقرار رکھا ہے جیسے روزہ رکھنے کی مشقت، حج اور جہاد میں موجود مشقت، تمام طاعات کی بجاآوری اور منہیات سے اجتناب میں اٹھائی جانے والی مشقتوں میں مذکورہ قاعدہ کا اطلاق نہیں ہوتا، جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

الغرض صرف وہ مشقت دور کی جائے گی جس کی وجہ سے نص کا تعطّل لازم نہ آتا ہو یا جس کی دفعیہ کے نتیجے مسلّمہ اصول ٹوٹنے کا خدشہ موجود نہ ہو، بصورتِ دیگر کسی بھی مشقّت کی دفعیہ کا بندوبست نہیں کیا جائے گا۔

تلخیص(Abstract)

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی کو بسا اوقات نہایت کٹھن مراحل اور ناخوشگوار لمحات سے گزرنا پڑتا ہے، جن میں تشریع اسلامی اپنے پیروکاروں کو تنِ تنہا اور بے یارو مددگار نہیں چھوڑتی اور مشکل کی اس گھڑی میں ان کا ساتھ دے کر مختلف النوع شرعی اور قانونی سہولیات کی فراہمی کی بنیاد پر ان کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے کوشاں رہتی ہے۔ بالفاظِ دیگر ان کی مشقتوں کو سہولیات میں تبدیل کرنے کے لئے راہ ہموار کرنے میں ہمہ تن مصروفِ عمل رہتی ہے، جس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے کئی ایک فقہی اور قانونی اصول و قواعد ترتیب دیئے گئے ہیں جن میں سے ایک کا خلاصہ ذیل کے سطور میں پیش کیا جارہا ہے۔

تشریعِ اسلامی نے مشقت اور سہولت سے متعلق قاعدہ کو "المشقّة تجلب التيسير " کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں پر حرج، مشقت اور تنگی ہوگی وہاں پر سہولت، آسانی اور نرمی پیدا کرنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے گی، کیونکہ اسلامی تشریع کی اساس سہولت پر قائم ہے۔ (الدِّینُ یُسر)

تشریع اسلامی کی رو سے انسانوں کو کبھی کبھار ایسے عوارض اور رکاوٹیں لاحق ہوجاتی ہیں جن کے ہوتے ہوئے وہ شرعی اور قانونی احکام اور افعال کی بجاآوری سے قاصر ہوجاتے ہیں، یہ عوارض کبھی انسان کے اپنے طاری کردہ ہوتے ہیں جن کو فقہاء " اکتسابی عوارض "کا نام دیتے ہیں، جبکہ کبھی کبھار یہ عوارض قدرتی اور آسمانی ہوتے ہیں، جن کو اصول فقہ میں " عوارض سماویہ " کا نام دیا جاتا ہے، پس ان عوارض کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص کسی قانونی یا شرعی فعل کو بجا نہیں لاسکتا تو اس کو " غیر مکلف " سمجھا جاتا ہے کیونکہ شخصِ مذکور میں ان احکام کی بجاآوری کے لئے مطلوبہ استطاعت موجود نہیں جو "عدم مسئولیت " کو جنم دے کر شخصِ مذکور کو بری الذّمہ قرار دیتی ہے۔ کیونکہ اگر عدم استطاعت کے ہوتے ہوئے مذکورہ شخص کو کسی فعل کا مکلف بنایا جائے تو یہ اس کے حق میں تنگی اور مشقت کا باعث ہوگی، حالانکہ تشریعِ اسلامی کی عمارت سہولت اور آسانی کے اساس پر قائم ہے تنگی اور مشقت کے اساس پر نہیں۔

قاعدہ مذکورہ کی رو سے جہاں پر تنگی اور مشقت ہوگی وہاں پر سہولت اور تخفیف پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی نیز تشریعِ اسلامی کی طرف سے فراہم کی جانے والی ان سہولتوں میں بعض پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے جبکہ بعض دیگر پر عمل کرنا اختیاری (Optional) ہوتا ہے یعنی چاہے کوئی سہولتِ مذکورہ سے استفادہ کرے یا نہ کرے اس کا اپنا اختیار ہوتا ہے، لیکن یہ سمجھنا ضروری ہے کہ زیرِ بحث قاعدہ" المشقّة تجلب التيسير

"کی بنیاد پر ان مشقتوں میں سہولیات فراہم کی جاسکتی ہیں جن کی وجہ سے نصوصِ شرعیہ کے ساتھ کوئی تصادم لازم نہ آتا ہو، ورنہ تصادم کی صورت میں قاعدہ ہذا کو ترک کرکے نص پر عمل کیا جائے گا۔

نتائج واقتراحات

قاعدہ مشقت وسہولت کو تحقیقی مراحل سے ہمکنار کراتے وقت زیرِ نظر تحقیقی عمل سے جو نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں، ان کو قارئین کی سہولت کے لئے ذیل کے سطور میں نکات کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔

1. تشریعِ اسلامی کی بنیاد یُسر اور سہولت پر قائم ہے جس کو یقینی بنانے کے لئے متعدد فقہی قواعد تشکیل دیئے گئے ہیں۔
2. مذکورہ قواعد میں قاعدہ مشقت وسہولت) المَشَقَّةُ تَجلِبُ التَّیسِیرَ (کو کلیدی مقام حاصل ہے۔
3. قاعدہ مشقت وسہولت کا شمار ان بنیادی قواعد میں ہوتا ہے جن کو" القواعد الفقہیہ الأساسیۃ الکبریٰ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔
4. مذکورہ قاعدہ کی رو سے مشقت اور سہولت دونوں ہم جلب ہوتی ہیں، یعنی مشکل حالات سہولیات کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔
5. معمولی اور قابل برداشت مشقت سہولت کا سبب نہیں بلکہ وہ مشقت جو حرج کو جنم دے، سہولت فراہم کرنے کا ذریعہ ہے۔
6. اجماع، استحسان اور مصلحتِ مرسلہ سے ثابت شدہ تمام تر شرعی اور قانونی سہولیات زیرِ بحث قاعدہ پر متفرع ہیں۔
7. قاعدہ مشقت وسہولت نہایت وسعت کا حامل قاعدہ ہے جس کے کئی ایک ذیلی اور ضمنی قواعد بھی موجود ہیں۔
8. زیرِ بحث قاعدہ کی تفصیلات کے ضمن میں شیخ عزالدّین بن سلام نے شرعی تخفیفات وسہولیات کی چھ اقسام بیان کی ہیں۔
9. مذکورہ قاعدہ کے تحت فراہم کی جانے والی سہولیات میں سے بعض پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے جبکہ بعض پر عمل اختیاری۔
10. نصوص نے جن مشقتوں کو برقرار رکھا ہے مذکورہ قاعدہ کے تحت ان میں سہولیات فراہم نہیں کی جاسکتیں۔
11. ان فقہی قواعد میں نصوص کو معطل کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔
12. چونکہ یہ ایک فقہی قاعدہ ہے اس لئے اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود اس میں کئی ایک استثنائی صورتیں بھی موجود ہیں۔

مصادر ومراجع

الانشراح:6

الحج:78

البقرۃ:185

البقرۃ:286

المجلۃ، بذیل مادہ: 17

المجلۃ، بذیل مادہ: 18

لسان العرب، فصل الشین المعجمۃ

النحل:7

سنن ابی داؤد، باب السّواک، رقم الحدیث:47، حکم الالبانی: صحیح

لسان العرب: فصل السین المھملۃ

صحیح البخاری، باب: الدّین یُسر، رقم الحدیث: 39

صحیح البخاری، باب: مایکرہ من التنازع والاختلاف، رقم الحدیث: 3038

الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہ الکلیۃ، صفحہ: 218

البقرۃ:185

البقرۃ:286

حوالہ مذکورہ بالا

النساء:28

المائدہ:6

الاعراف:157

الحج:78

صحیح البخاری، باب صب الماء علی البول فی المسجد، رقم الحدیث: 220

صحیح البخاری، باب صفۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: 6126

آل عمران:159

احمد بن حنبل، ابوعبداللہ الشیبانی، مسند الامام احمد بن حنبل، تحقیق احمد محمد شاکر، دارالحدیث، القاہرہ، رقم الحدیث:2107، حکم الحدیث: اسنادہ صحیح وفیہ محمد بن اسحاق؛ وھو مُدَلّس۔

البقرۃ: 256

المستدرک للحاکم، کتاب الطلاق، رقم الحدیث: 2801، حکم الحدیث: صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ

صحیح البخاری، رقم الحدیث: 39

الاشباۃ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعی، صفحہ:77

المجلۃ، باب اول، مادہ: 18

القواعد الفقھیہ وتطبیقاتھا فی المذاھب الاربعۃ، صفحہ:277

الاشباہ والنظائر فی قواعد وفروع فقہ الشافعی للسیوطی، صفحہ:83

الغزالی، ابوحامد محمد بن محمد الطوسی، احیاء علوم الدین، کتاب النکاح، دارالمعرفۃ، بیروت

المدخل الفقھی العام، صفحہ:1003

النساء:101

النساء:103

سنن ابی داؤد، باب فی حبس لحوم الاضاحی، رقم الحدیث: 2812، حکم الالبانی: صحیح

الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہ الکلیۃ، صفحہ: 32-230

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

:المجلہ، صفحہ 28 بذیل مادہ، 33:

دیکھئے شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ: 48، 47

الاشباہ للسیوطی، صفحہ: 83

القواعد الفقھیہ و تطبیقاتھا فی المذاھب الاربعۃ، صفحہ: 273

حوالہ مذکورہ بال

شرح المجلۃ از تاسی، صفحہ: 48

الاشباہ والنظائر لابن نجیم، صفحہ: 70

الاشباہ والنظائر للسیوطی، صفحہ: 81، 80

حوالہ مذکورہ بالا

الاشباہ والنظائر لابن نجیم، صفحہ: 71

المدخل الفقھی العام، صفحہ: 1003

ملاحظہ ہو: الاشباہ للسیوطی، صفحہ: 82؛ الاشباہ لابن نجیم، صفحہ: 71؛ التطبیقات للزحیلی، صفحہ: 70-269؛ الوجیز للبورنو، صفحہ: 229

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الاشباہ للسیوطی، صفحہ: 82؛ التطبیقات للزحیلی، صفحہ: 271

الاشباہ والنظائر لابن نجیم، صفحہ: 72

صحیح البخاری، باب الاذخر والحشیش فی القبر، رقم الحدیث: 1349

تاج العروس، باب: ذخر

الدار قطنی ابوالحسن علی بن عمر بن احمد البغدادی، سنن الدار قطنی، باب: نجاست البول، رقم الحدیث: 464، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان 2004ء، حکم الحدیث: مرسل

شرح المجلۃ از اتاسی، صفحہ: 47